غیرت کے نام پر قتل کا شرعی حکم

مولانا محمد حنیف جالندھری

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

اسلام ایک جامع دین ہے جو زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں مستقل رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام کے بنیادی مقاصد میں ہر مرد وعورت کے عزت وعصمت کی حفاظت داخل ہے اور اس نے معاشرے کو پاکیزہ بنانے اور رکھنے کے لئے ایک مرتب نظام دیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فواحش کے ہر سوراخ کو مکمل طور بند کیا گیا ہے، جس کی خشتِ اوّل عورت کا بلاضرورتِ شرعی گھر سے باہر نہ نکلنا ہے۔

قرآن حکیم میں فرمایا گیا:

وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى (سورۂ احزاب، آیت ۳۳) اور عندالضرورت نکلنے کے وقت بھی اظہار زینت سے منع فرمایا اور جسم اور چہرے کو ڈھانپ کر نکلنے کی اجازت دی۔ ارشاد فرمایا: ''يدنين عليهن من جلا بيبهن''. (سورۂ احزاب، آیت ۵۹) اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ چادر اوڑھنے کا طریقہ بھی حق تعالیٰ جل شانہٗ نے خود فرمایا: وليضربن بخمرهن على جيوبهن (سورۂ نور، آیت ۳۱) جب نماز جیسی اہم عبادت کا طریقہ خود بیان کرنے کی بجائے حضورؐ کے حوالے فرمایا گیا۔ اس کے علاوہ حیا وشرم کا حکم اس اہمیت سے دیا کہ حیا کو ایمان کا اہم شعبہ قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے: الحياء شعبة من الايمان (ابن ماجہ/ ج ا، ص۲۲ رقم ۵۸) حیا ایمان کا بہت بڑا شعبہ ہے۔

اسکی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے ایک دوسرے عنوان سے یوں ارشاد فرمایا:

"اذالم تستحی فافعل ماشئت (بخاری/ ج ۳، ۱۲۴۸، رقم ۳۲۹۲) فواحش کے راستوں کو بند کرنے کے لئے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا: قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم (سورۂ نور، آیت ۳۰) قل للمومنات يغضضن من ابصار هن (سورۂ نور، آیت ۳۱)

ان تمام احکامات سے مقصود بدکاری وزنا جو افحش الفواحش ہے کا سدِ باب ہے کیونکہ زنا ایسا بدترین شیطانی عمل ہے جس کی کسی لمحے کسی شریعت میں کبھی اجازت نہیں دی گئی، جب کہ شراب وغیرہ کی اجازت خود شروع اسلام میں رہی ہے۔ نیز جائز طریق سے متمتع ہونے والا (محصن) اگر اس فعل بد کا مرتکب ہو تو وہ اسلامی معاشرے اور زمین پر رہنے کے لائق نہیں۔ شرعی ثبوت کے بعد اسے سنگسار کر کے زمین کو اس کی نحوست سے پاک کر دینا ہی مناسب ہے، کیونکہ جس معاشرے میں بدکاری عام ہو جائے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور وہ قوم بھوک اور اقتصادی بدحالی میں مبتلا ہو جاتی ہے، عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے: آپؐ نے فرمایا: ''مامن قوم يظهر فيهم الزنا الااخذوا بالسنة.'' (مشکوٰۃ/ ج ۲، ص ۳۱۳).

ان قرآنی ہدایات پر عمل کے نتیجے میں جو معاشرہ تشکیل پائے گا وہ پاکیزہ معاشرہ ہوگا اور اس میں بدکاری کے واقعات نہایت قلیل

کالمعدوم ہوں گے۔ چنانچہ دورِ رسالتؐ اور دورِ خلفائے راشدینؓ میں ایسے واقعات آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ پھران واقعات کے بارے میں بعض محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ اقامت حدود کی عملی تعلیم کے لئے تکوینی حکومتوں کے تحت ہوئے، نیز ان واقعات سے مرتکبین کا کمال ایمان اور آخرت کی زندگی پر غیر متزلزل یقین عیاں ہوتا ہے، اس لئے انہوں نے بغیر کسی پکڑ دھکڑ کے ازخود بارگاہِ رسالتؐ میں عرض کیا کہ" طهرني يارسول الله" سنگساری کی سزا جاری ہونے کے بعد ماعز اسلمیؓ کی مقبول توجہ اور طہارت کی گواہی سرکار دوعالمؐ نے ان الفاظ سے امت کو سنائی کہ ان کی توبہ ایسی عظیم ہے جو پورے حجاز بلکہ پوری امت کی بخشش کے لئے کافی ہوسکتی ہے لقد تاب توبة قسمت بين امة لو سعتهم (مشکوۃ/ ج۲،ص۳۱۰) تاہم غامدیہ عورت کے بارے میں فرمایا:

فوالذی نفسی بيده لقد ثابت توبة لوتابها صاحب مكس لغفر له". (مشکوٰۃ /ج ۲، ص ۳۱۰) تاہم اس ساری تفصیل اور زنا کے افحش الفواحش ہونے کے باوجود واضح رہے کہ شادی شدہ محصن کو سنگسار کرنا اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے لگانا اصل عدالت اور انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ زانی یا زانیہ کے اقرار چار عادل مردوں کی گواہی اور پوری تفشیش کے بعد سزا جاری کرے۔ چنانچہ اسی حکم شرعی پیش نظر حضرت بلال بن امیہؓ اور حضرت عویمر عجلانیؓ نے غیر مرد کیساتھ بدکاری میں مبتلا دیکھ کر خود کاروائی نہیں کی بلکہ اپنا مقدمہ سرکار دوعالمؐ کی خدمت میں لے گئے۔

مسند احمد میں بروایت ابن عباسؓ منقول ہے۔ ہلال بن امیہؓ عشاء کے وقت اپنی زمین سے واپس ہوئے تو اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھا اور انہیں باتیں کرتے ہوئے سنا، مگر کوئی اقدام نہیں کیا اور رسول ﷺ کے خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا (احمد/ج۱ص۲۳۸) رقم ۲۱۳۱)

ان دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ ایسے حالات میں بھی انسان کو اپنے جذبات قابو میں رکھنے چاہئیں اور قانون کو ہاتھ میں لینے کے بجائے قانون شرعی کے تحت معاملہ عدالت یا انتظامیہ تک پہنچانا چاہئے۔ آخر میں یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص جذبات سے مغلوب ہوکر کوئی کاروائی کر بیٹھے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ سو اس سلسلے میں چند باتیں غور طلب ہیں (۱) کاروائی کرنا جائز نہیں، (۲) کاروائی کس حد تک کرسکتا ہے (۳) اگر زانی اور مزنیہ دونوں کو یا کسی ایک کو قتل کردیا تو قاتل کو قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ یا اس پر خون بہا "دیت" کا وجوب ہوگا یا مقتول زانی کا خون ضائع ہوگا؟

کاروائی کا جواز:

حضور پاکؐ کے مشہور ارشاد ہے: "من رای منكم منكر افليغيره بيده." (مسلم/ج ۱. ص ۶۹، رقم ۴۹) کے تحت کاروائی کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ نیز نہی عن المنکر کے باب سے ہے جس کا ہر مسلمان مکلّف ہے۔ ایک مسلمان زنا جیسے جرم کو ہوتا دیکھے اور نہ روکے یہ تقاضائے ایمان کے منافی ہے، اسی وجہ سے کاروائی کا جواز بیوی یا محرم کے ساتھ خاص اجنبی عورت کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

قال فی التنوير ويكون بالقتل كمن وجدرجلا مع امرأةلاتحل له، ان كان يعلم انه لاينز جر بصياح وضرب بمادون السلاح والالا (تنوير الابصار) ۔ چونکہ یہ کاروائی ازقبیل تعزیر ہے اور تعزیر امام کے ساتھ خاص نہیں۔

''ان الحد مختص بالامام والتعزیر یفعله الزوج والمولی وکل من رای احداً یباشر المعصیة .''(شامی)اس لئے ضرورت کے وقت اس کی اجازت دی گئی ہے۔

کاروائی کی حد:

اصل مقصد تو نہی عن المنکر ہے اس لئے چیخنے چلانے سے اگر وہ باز آ جائے تو اسی پر اکتفا کرے اور اگر مفید ثابت نہ ہو تو پھر لاٹھی وغیرہ سے مار کر ہٹائے، ہتھیار استعمال نہ کرے۔حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی دیدہ دلیری کے ساتھ بدکاری میں مشغول ہو کہ روکنے کے باوجود اس برے فعل سے باز نہ آئے اور مزنیہ کو نہ چھوڑے تو ہتھیار استعمال کرسکتا ہے اور اگر اس حالت میں شدت ضرب کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو جائے تو شرعاً یہ خون ضائع سمجھا جائے گا اور ضارب پر دیت یا خون بہا نہیں آئے گا۔

''سئل الهندوانی عن رجل وجد مع رجلا ایحل لهٗ قتله قال ان کان یعلم انه ینز جر عن الزنا بالصیاح والضرب منا دون السلاح لاحل وان علم انه لا ینز جر الا بالقتل حل له القتل(عالمگیر/ج۲،ص۱۶۷)

قصاص و دیت کی تفصیل:

(۱)اگر قاتل شہادت شرعیہ سے مجرم کے جرم اور شور وشغب سے باز نہ آنے کو ثابت کردے یا مقتول کے ورثا جرم کا اقرار کرلیں تو اس صورت میں قاتل پر نہ قصاص ہوگا اور نہ ہی دیت کا وجوب ہوگا۔رجل رای رجلا مع امرأته یزنی بها او یقبلها او یضمها الی نفسه وهی مطاوعة فقتله اوقتلهما لاضمان علیه ولایحرم من میرثها ان اثمت بالنینة او باقرار الخ(شامیه، ج۳) اماسقوط الضمان فمنوط باتیان البینة رجلین اور جل وامرأتین علی الواجد،ان مع المرأة علی نفس الزنا اودواعیه وعلی عدم الانزجار(احسن الفتاوی، ج۵، ص۵۳۷)

اگر قاتل کو یقین تھا۔کہ ڈانٹنے سے زانی باز آجائے گا لیکن اس کے باوجود اس نے قتل کر دیا تو اب اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) قاتل چار مرد گواہوں سے زنا کو ثابت کردے اور مقتول شادی شدہ بھی ہو تو اس صورت میں قصاص ودیب واجب نہ ہوگی، کیونکہ یہ مباح الدم تھا۔

(۲) عین ارتکاب معصیت کے وقت قتل کیا، کیونکہ زانی شخص چیخنے چلانے سے باز نہیں آیا تو بھی قصاص واجب نہ ہوگا، البتہ مذکورہ دو شرطوں کے نہ ہونے کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔تاہم اگر مقتول لوگوں میں زنا کے ساتھ متہم ہو اور وہ بری شہرت رکھتا ہو تو اس صورت میں قصاص کے بجائے قاتل سے دیت وصول کی جائے گی۔(شرح التنویر ،احسن الفتاوی، ج۶ ،ص۵۳۷)

واضح ہو کہ کاروائی کا بنیادی مقصد چونکہ ''نہی عن المنکر'' ہے اس لئے جرم کے ارتکاب کے بعد از خود کاروائی کی شرعاً اجازت نہیں، بعد میں کاروائی کی صورت میں قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔(بحر الرئق، ج۵)

☆☆☆☆☆